رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱۲۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر: غلام نبی

قیمت دو پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳	۲۳ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ	یوم جمعہ	مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۵ء	نمبر ۴۵

ملّت فروش احرار کو ہندو اور سکھ کس نظر سے دیکھتے ہیں

احرار کے قائد اعظم چودھری افضل حق نے شہید گنج کی مسجد کے انہدام کو مسلمانوں کے لئے فتح عظیم قرار دیتے ہوئے اپنی عقل و سمجھ کی جو خاک اڑائی ہے۔ اس میں کا ایک اور سنگریزہ جو ملت مرحوم کی پیشانی کو لہولہان کرنے کا موجب ہوا۔ یہ ہے۔ کہ چونکہ ہندو اور سکھ اخبارات نے اس موقعہ پر احرار کے طریق عمل کی اس قدر تعریف و توصیف کی ہے اور انہیں فراخ دل اور پُر امن بتایا ہے۔ کہ اس کی قدر و قیمت ایک بوسیدہ مسجد سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اسے اپنی عظیم الشان فتح سمجھیں۔ اور خوشی کے شادیانے بجائیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

"کل ہندو اور سکھ احرار کو متعصب اور جنگجو قرار دیتا تھا۔ آج ہمیں فراخ دل اور پُر امن بتاتا ہے۔ اگرچہ عام طور پر ہندو کی تعریف مسلمان کے حق میں اور مسلمان کی تعریف ہندو کے لئے بدترین ہجو سمجھی جاتی ہے۔ لیکن میں خوشی سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں اپنی جماعت کے لئے ہندو کی تعریف کو اسلام کے لئے بہترین سرٹیفکیٹ سمجھتا ہوں"

اس سے آگے کی دو تین سطریں حذف شدہ ہیں:۔

معلوم ہوتا ہے۔ کسی بے نام و نشان ہندو اور سکھ کی تعریف سے چودھری افضل حق کچھ ایسے بوکھلا سے گئے۔ کہ انہیں اپنی طفلانہ حرکات پر تھوڑی ہی دیر بعد خود نادم ہونا پڑا۔ اور ان کی جبین سے ٹپکنے والے عرق ندامت نے چند سطور کو مٹا کر رکھدیا۔ تاہم جو کچھ باقی بچا۔ اس سے بھی ان کی قلبی کیفیت کا پوری طرح اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ "ہندو کی تعریف مسلمان کے حق میں بدترین ہجو سمجھی جاتی ہے" مگر باوجود اس کے مسجد شہید گنج کے متعلق غداری اور ملت فروشی کے معاوضہ میں کسی کے "فراخ دل اور پُر امن" کہدینے پر پھولے نہیں سماتے۔ اور اعلان کر رہے ہیں۔ کہ "یہ اسلام کے لئے بہترین سرٹیفکیٹ ہے" گویا اگر مسجد شہید گنج کو سکھ نہ گراتے۔ اور اس موقعہ پر احرار غداری کے مرتکب نہ ہوتے۔ تو احرار کے نزدیک اسلام جس طرح آج تک "بہترین سرٹیفکیٹ" سے محروم چلا آ رہا تھا۔ اسی طرح آئندہ بھی محروم رہتا۔ پس اگر مسلمانوں کے اسلاف کی تعمیر کردہ مسجد منہدم ہوگئی۔ تو کیا ہوا۔ اسلام کے لئے "یہ بہترین سرٹیفکیٹ" کیا کم وزنی ہے۔ کہ کسی ہندو یا سکھ نے احرار کو اپنا آلہ کار سمجھ کر ان کے متعلق کہدیا۔ کہ وہ "فراخ دل اور پُر امن" ہیں:۔

قطع نظر اس سے کہ کوئی ادنےٰ ترین مسلمان بھی اسلام چھوڑ اپنے لئے ہی مسجد منہدم ہونے پر خاموش رہ کر "فراخ دل کہلانا" قابل فخر سرٹیفکیٹ نہیں سمجھ سکتا۔ احرار ان سکھوں اور ہندوؤں کو پیش تو کریں جن کے عطا کردہ سرٹیفکیٹ کو وہ اپنی فتح کا نشان قرار دے کر اچھل رہے ہیں اس کے مقابلہ میں ہم صرف ایک سکھ اور ایک ہندو اخبار پیش کرتے ہیں۔ جن کی تحریرات سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ سمجھدار ہندو انہیں کیا سمجھتے ہیں۔ اور ہوشیار سکھ کس طرح ان کی باگیں کسے ہوئے ہیں:۔

چودھری افضل حق نے یہ سمجھ کر کہ جب انہیں سکھوں کی ناز برداری کی خاطر مسلمان خواتین کی عزت و عصمت تک قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں۔ تو سکھ بھی ان کو موقعہ دیں گے کہ ان پر کوئی ایک آدھ فقرہ کس کر اپنی حریت کی لاج رکھ لیں۔ دربار صاحب کے متعلق ایک فقرہ استعمال کیا تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے سکھ اخبار "شیر پنجاب" (۱۸ اگست) نے اول تو یہ ڈانٹ بلائی ہے۔ کہ "زبان کو سنبھال کر رکھو" اور پھر لکھا ہے "چودھری افضل حق کا شری دربار صاحب کے متعلق توہین آمیز طرز گفتگو اختیار کرنا بہت گری ہوئی اور اشتعال انگیز حرکت ہے" چودھری افضل حق کو چاہیئے۔ اس خیالی سرٹیفکیٹ کی بجائے جس کا ذکر انہوں نے "مجاہد" میں کیا ہے۔ اس حقیقی سرٹیفکیٹ کو اپنے ماتھے پر چسپاں کرلیں۔ اور لوگوں کو دکھا دیں کہ سکھ انہیں بہت گری ہوئی اور اشتعال انگیز حرکات کا ارتکاب کرنے والا سمجھتے ہیں:۔

پھر ہندوؤں کی طرف سے بھی اپنی غداری اور قوم فروشی کا سرٹیفکیٹ پڑھ لیں۔ روزانہ اخبار "بندے ماترم" (۱۱ اگست) لکھتا ہے:۔

"احرار نے جو طریقہ اختیار کیا۔ وہ دراصل نہ تو بہت دیانتداری پر مبنی تھا۔ اور نہ اسے عام مسلمانوں نے پسند کیا۔ احرار کو اپنے رویہ سے یقیناً بہت غیر ہر دلعزیزی حاصل ہوئی ہے۔ اور جگہ جگہ انہیں مسلمانوں کے پبلک جلسوں میں اس کا تجربہ ہو رہا ہے۔ احرار اگر شروع سے اس تحریک کے خلاف ہوتے۔ اور ہمت کر کے اس کی مخالفت کرتے۔ تو انہیں اخلاقی جرأت کے لئے خراج تحسین ملتا۔ لیکن وہ خاموش تماشا دیکھتے رہے یا تذبذب میں ڈوبے رہے۔ اگر سردار منگل سنگھ واقعات کو محض سرسری نگاہ سے نہ دیکھیں۔ بلکہ ان پر اچھی طرح غور کریں۔ تو انہیں پتہ لگے گا۔ کہ جب تک ایجی ٹیشن سکھوں کے خلاف تھی۔ احرار کی حریت نے انہیں بالکل تحریک کی مخالفت کے لئے مجبور نہیں کیا لیکن جب اس تحریک نے ایک اور شکل اختیار کرلی سکھوں کی نسبت حکام کے خلاف جذبہ بڑھنے لگا تو اس وقت احرار میں جذبۂ حریت موجزن ہوا۔ اور اس نے انہیں مجبور کیا۔ کہ تحریک کی مخالفت کر کے حکام کو مدد دیں۔ دراصل اس وقت احرار کو مسلم عوام میں جو غیر مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ اس کی بھی وجہ یہی ہے کہ احرار نے تحریک کی شروع سے دیانتدارانہ مخالفت نہیں کی۔ بلکہ نہ جانے کس مصلحت کے ماتحت بعد میں جب تحریک حکام کی مخالفت کی شکل اختیار کرتی جاتی تھی اس وقت انہوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ ہم تو ابتدا سے اس ایجی ٹیشن کے خلاف ہیں"

یہ سرٹیفکیٹ بھی اس قابل ہے۔ کہ ہر احراری کے ماتھے میں ہو حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ذاتی اغراض کی خاطر اپنی قوم اور اپنے مذہب سے غداری کرتے ہیں انہیں کوئی شریف آدمی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا یہی حالت احرار کی ہو رہی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں سے کٹ کر سکھوں اور ہندوؤں سے خوشنودی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہا۔ مگر ان کا بھی سمجھدار طبقہ احرار کو منہ لگانے کے قابل نہیں سمجھتا:۔

مجلسِ احرار کی حرکتِ مذبوحی

۲

احرار کی شورہ پشتی اور "مجاہد" کی دروغ بافی

قادیان ۲۱ اگست۔ آج قادیان کے بازاروں میں بکثرت ایک توجہ طلب پوسٹر چپاں دیکھا گیا۔ اگرچہ بعض مقامات سے احرار کے مقامی اجیروں نے نوچ ڈالا۔ مگر پولیس نے خود اسے اتروانے کی کوشش نہیں کی۔ ذیل میں اس پوسٹر کا مضمون درج کیا جاتا ہے۔ جو نہ صرف احرار کے ڈھول کا پول ظاہر کر رہا ہے۔ بلکہ احرار کی اس دیدہ دانستہ غلط بیانی کی بھی تردید کر رہا ہے۔ کہ یہ اشتہار احمدی شائع کر رہے ہیں۔

ایـــــــــڈیٹر

حادثہ مسجد شہید گنج لاہور کے متعلق مجلس احرار کی بزدلی اور بدحواسی نے ان تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ جو ان کی سنہری روپہلی مصلحتوں کے آغوش میں پرورش پا رہے تھے۔ اب نہ امیر شریعت کا دینی اقتدار برقرار رہا۔ اور نہ پنجاب اسمبلی میں جا کر وزارت پر قبضہ کر کے دنیوی تسلط کی امید رہی ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

لیکن ابھی مردہ تمناؤں میں جان ڈالنے کی ہوس باقی ہے۔ اس کے لئے انہوں نے نہایت سفیہانہ پروپیگنڈا شروع کیا ہے ایک عام مطبوعہ کے ذریعہ اور دوسرے اخبار "مجاہد" کے وسیلے سے

احرار کی شورہ پشتی

بہادر احرار مخالفین کے جلسوں میں جا کر شیا اور شور و غل مچا کر جلسہ کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ جو کوئی ان پر اعتراض کرتا ہے۔ اس کو مرزائی مرزائی کہہ کر خاموش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنے جلسوں میں مرزائیت کا راگ الاپ کر لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔ کسی نے خلاف آواز اٹھائی۔ اور اس کو زد و کوب کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ امرتسر کے ایک جلسہ میں پیر غلام جیلانی وثیقہ نویس کو مار مار کر بے ہوش کر دیا۔ جو کہ ہسپتال میں ان کی مجاہدانہ قوت کی داد دے رہا ہے۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

جس طرح ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا نظر آیا کرتا ہے۔ اسی طرح مرزائے قادیانی کی روح احرار کو ہر ایک مرزائی و غیر مرزائی مسلمان میں نظر آ رہی ہے۔ لیکن مسلمان اب ان ہتھکنڈوں میں نہیں آئیں گے۔ نہ ان کے دامِ فریب میں پھنسیں گے۔ اور صاف صاف کہہ دیں گے ؎

بروایں دام بر مرغے دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

"مجاہد" کی دروغ بافی

"مجاہد" خوابِ عدم سے اس لئے بیدار ہوا ہے۔ کہ احرار کی بگڑی بنائے۔ اور مسلمانوں کے خلاف جہاد شروع کر کے ان کی گتھی سلجھائے لیکن ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی بیچ ہی ڈالیں گے جو یوسف سا برادر ہوئے

چنانچہ "مجاہد" مورخہ ۷ اگست ۱۹۳۵ء میں زیر عنوان بحث کرتے ہوئے یہ فقرہ لکھا ہے "جمعیت احرار کے خلاف مرزائیوں کی سرگرمیاں" مختلف قسم کے پوسٹر پمفلٹ اور اشتہارات جو مختلف ناموں سے احرار اسلام کے خلاف شائع ہو رہے ہیں۔ قادیان سے پارسل ہو رہے ہیں۔ بالخصوص اشتہارات بعنوان "احرار کیمپ میں مظلوم خواتین کو نٹر کی بے حرمتی" اور "احرار انگریز کی چوکھٹ پر سرنگوں ہو گیا"۔ اور "مجلس احرار کی حرکت مذبوحی"

اسی ایک واقعہ سے احرار کی بوکھلاہٹ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اشتہارات قادیان سے پارسل ہوتے ہیں۔ لیکن چھپتے امرتسر میں ہیں۔ "مجلس احرار کی حرکت مذبوحی" "ثنائی برقی پریس" میں چھپا ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب (مخالف قادیان) کے صاحبزادہ مولوی عطاء اللہ صاحب کا مطبع ہے۔ ممکن ہے کہ کل کو کہہ دیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ بھی مرزائی مولوی عطاء اللہ (امیر شریعت نہیں) بھی مرزائی اور ثنائی برقی پریس بھی مرزائیوں کے روپے سے جاری ہوا ہے۔ باوجود ان حقائق کے سب اشتہارات کا سہرا مرزائیوں کے سر باندھتے ہیں۔ سچ ہے۔

دروغ گو را حافظہ نباشد

مسلمانو! مجلس احرار بدنامی و ناکامی کے ایسے پر آشوب سمندر میں بہی جا رہی ہے۔ کہ اسے کنارا نہیں ملتا۔ وہ تنکے کا سہارا بھی غنیمت سمجھتی ہے۔ لیکن تمہارا فرض ہے۔ کہ اس کے شور و شغب کی پروا نہ کرو۔ اور اس کی آہ و زاری کی طرف توجہ نہ دو۔ ان کے جلسوں میں نہ جاؤ۔ اخبار مجاہد کی شکل تک نہ دیکھو اور سادہ لوح مسلمانوں کو آگاہ کر دو۔ کہ احرار کی پیچیدار تقریروں سے مسحور نہ ہوں تاکہ احرار اور ان کی خودغرضانہ تحریکات وہ بخود فنا ہو جائیں ؎

مانو نہ مانو حضرت دل آپ کی خوشی
سب نیک و بد حضور کو سمجھاتے جاتے ہیں

(ڈاکٹر) محمد صادق (خان) جنرل سکرٹری
مسلم ینگ مین ایسوسی ایشن شریف گنج۔
امرتسر

ضلع گورداسپور کی تمام احمدی جماعتیں توجہ کریں

ضلع گورداسپور میں جہاں جہاں احمدی جماعتیں قائم ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ فوراً اپنے اپنے مقام پر جلسہ کر کے نیشنل لیگ قائم کریں۔ اور باقاعدہ ممبری کے لئے ہر ایک شخص سے دستخط لیں۔ مگر سرکاری ملازم اور پنشنر۔ اور وہ احمدی جو دو سال کے اندر اندر کے احمدی ہوں۔ لیگ کے ممبر نہیں بنائیں جائیں گے۔ ہر ایک ممبر سے ماہواری چندہ لکھوایا جائے۔ اور باقاعدہ وصول کیا جائے۔

اسی طرح پندرہ سال سے چالیس سال تک کے نوجوان اپنے آپ کو نیشنل لیگ کور کے ممبر بنائیں۔ پس ایک ہفتہ کے اندر اندر لیگیں اور کوریں قائم کر کے اطلاع دی جائے۔ اطلاع بھیجتے ہوئے مندرجہ ذیل امور کو واضح کر دیں۔

(۱) عہدہ دار کون کون مقرر ہوئے۔ اور کس کس عہدہ پر (۲) نیشنل لیگ کے کل کتنے ممبر ہوئے (۳) نیشنل لیگ کور کے کل کتنے ممبر ہوئے۔ اس امر کو بخوبی جان لینا چاہیئے کہ تمام لیگیں ضلع وار حلقوں میں تقسیم کی جائیں گی۔ اور تمام ضلع وار لیگیں آل انڈیا نیشنل لیگ کے ماتحت ہوں گی۔ اس لئے ضلع گورداسپور کی لیگوں کا مرکزی دفتر قادیان میں ہوگا۔

پس ضلع گورداسپور کے ہر مقام پر کھلنے والی لیگ اپنے آپ کو قادیان سے فوراً ملحق کرے۔ تاکہ کام جلد مکمل ہو سکے۔ اور عملی کارروائی کی جا سکے۔ تمام خط و کتابت اس پتہ پر ہو۔ صدر نیشنل لیگ قادیان

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۹ اگست سے ۲۱ اگست ۱۹۳۵ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب دستی اور بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخلِ احمدیت ہوئے۔

دستی بیعت

۱ فیروز الدین صاحب ضلع امرتسر

تحریری بیعت

۲ غلام فرید صاحب ضلع لائل پور

۳ طفیل محمد خان صاحب۔ ضلع ہوشیار پور

۴ فیض محمد صاحب۔ ضلع ڈیرہ غازی خاں

بعض ملاؤں کی طرف سے مُباہلہ کیلئے بیجا جوش کا اظہار

اور

اُن کا مسنونہ مُباہلہ کرنے سے اِنکار و فرار

بعض جاہل ملاؤں نے عوام الناس پر اپنا اثر جمانے۔ اور روٹیاں کمانے کا ایک نیا طریق یہ ایجاد کیا ہے۔ کہ وُہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو مباحثہ یا مباہلہ کی دعوت دے دیتے ہیں۔ حالانکہ وُہ (اپنی پوزیشن۔ اور حیثیت سے کما حقہٗ واقف ہونے کی وجہ سے) اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ان کی یہ دعوت ہر عقلمند کے نزدیک قابل رد ہے۔ اور اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اس طرح انہیں مفت میں اپنی شہرت کا موقعہ مل جائیگا۔ اور یہ کہہ سکیں گے۔ کہ ہم تو اتنے بڑے علامہ ہیں۔ کہ امام جماعت احمدیہ بھی ہم سے خم کھاتے ہیں۔ اور ہمارے مقابلہ میں آنے سے جی چُراتے ہیں:۔

اس قماش کے ملاؤں میں سے ایک ملاں محمد محبوب علی خان قادری رضوی خلیب سانگلہ ہل ہیں۔ جنہوں نے اپنے چند ہم نواؤں کے نام پر ایک اشتہار نکالا ہے۔ اور اس میں اپنے متعلق لکھا ہے:۔

"اسد الملت۔ حامی سنت۔ ماحی کفر و بدعت حضرت مولٰینا مولوی حافظ قاری ابوالنظفر۔ محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی خطیب و مدرس مدرسہ اہلسنت والجماعت سانگلہ ہل"۔

ان الفاظ میں اس ملاں کو ایک اسم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا "ماحی کفر و بدعت" دیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "انا الماحی" کہ میں ماحی ہوں اور اس کی تفسیر یہ فرمائی۔ کہ خدا تعالےٰ میرے ذریعہ سے کفر مٹائے گا۔ لیکن ملاں صاحب کو صرف ماحی کفر ہی نہیں۔ بلکہ ماحی کفر و بدعت بھی قرار دیا گیا ہے:۔

اب قارئین کرام ملاں کی اس خودستائی کو دیکھیں۔ اور اس کے افعال و اعمال پر نظر ڈالیں۔ پھر بتائیں۔ کہ کیا وُہ اس صفت کا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی بتائی۔ مستحق ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ تو واقعی کفر کا فور ہؤا۔ اور کئی اقوام کے دلوں میں کفر کی بجائے ایمان نے جگہ لی۔ لیکن اس ملاں نے کس قوم کو اسلام میں داخل کیا۔ جو اُسے ماحی کفر و بدعت کا نام دیا گیا۔ کیا دیوبندیوں کو کافر قرار دینے سے۔ یا وہابیوں کو مرتد ٹھہرا کر گردن زدنی بتانے سے یہ خطاب حاصل کیا:۔

الغرض اس ملاں نے گزشتہ ایام میں ایک خط حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں لکھا جس میں تحریر کیا۔ چونکہ بغیر آپ کی تشریف آوری کے آپ کے باپ کی تمام امت تسلیم کرنے میں چون وچرا کرے گی۔ لہٰذا آپ مہربانی فرما کر مسلمانوں کی حالت پر رحم فرماتے ہُوئے مباہلہ کے لئے تیار ہو کر آ جائیے۔ اور فیصلہ خداوندی کے لئے اسی جگہ ایک گھنٹہ منتظر رہیں۔ اور دیکھیں۔ کہ احکم الحاکمین جل علاہٗ کا کیا فیصلہ ہوتا ہے:۔

اس خط کے جواب میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضُور کے پرائیویٹ سکرٹری نے لکھا۔ حضور نے مباہلہ کے متعلق فرمایا۔

"اچھی بات ہے۔ اگر آپ مباہلہ سے پہلے اظہارِ عقائد و بیان دلائل کی شرط کو تسلیم کریں اور دوسرے اگر امام جماعت احمدیہ کا آنا ضروری ہے۔ تو ضروری ہوگا۔ کہ دوسری طرف سے بھی کوئی امام ہی پیش ہو"!

یہ دونوں شرطیں نہایت اہم۔ اور ہر عقلمند کے نزدیک واجب اور ضروری ہیں۔ مگر ملاں صاحب نے اس خط کے جواب میں ایک ژولیدہ اور لایعنی تحریر لکھی جس میں سوقیانہ انداز میں لکھا:۔

"آپ نے جواب سے شاد نہ فرمایا۔ ہاں آج آپ کے کسی دُم چھلے کی رجسٹری وصول ہُوئی۔ .... یہ یاد رہے۔ کہ اذناب کی عوعو پر توجہ نہ کی جائے گی مہربانی فرما کر خود اپنی مہر و دستخط کے ساتھ جواب دینا ہوگا۔ خبر شرط است۔ خبر شرط است۔ خبر شرط است"!

اور شتہرین سے یہ لکھوایا:۔

"کیا مباہلہ میں اظہار عقائد و بیان دلائل کی بھی شرط ہے۔ یا جان بچانے کے لئے ایجاد بندہ ہے۔ اگرچہ گندہ ہے"!

جس شخص کو اتنا بھی معلوم نہیں ہے۔ کہ مباہلہ کرنے سے پیشتر ہر دو فریق کا ایک دوسرے پر بذریعہ تقریر یا تحریر اتمام حجت کرنا سنتِ نبوی ہے۔ وُہ اگر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو دعوتِ مباہلہ دے کر عوام الناس پر اپنا مولوی ہونا ظاہر نہ کرے تو اور کیا کرے۔ کیا ملاں صاحب کو معلوم نہیں۔ کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وفد نجران پر پندرہ سولہ سال قرآن مجید کا شائع ہونا۔ اور مباحثات کا ہوتے رہنا کافی نہیں سمجھا تھا۔ بلکہ مباہلہ سے پہلے مباہلہ کے مخاطبین سے گفتگو فرمائی تھی۔ اس لئے مباہلہ سے پہلے اظہارِ عقائد و بیانِ دلائل کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ بلکہ اس حد تک بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ ہر فریق کو یہ یقین ہو جائے۔ کہ میں نے اپنے فریق مخالف پر اس کی غلطی کو۔ اور اپنے دعوے کو دلائل کے ساتھ ایسے طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ اب اس کا انکار محض تعصب و عناد کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ تا مغضوم کا ذب کا اس پر صادق آ سکے۔

دوسری شرط جو حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ وُہ بھی ہر عقلمند کے نزدیک نہایت ضروری شرط ہے۔ کیونکہ جس ملاں نے یہ لکھا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اثر مباہلہ کو اسی وقت مان سکتی ہے۔ جب ان کا امام مباہلہ کے لئے آئے۔ تو کیا ملاں اپنے متعلق یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اگر اس پر مباہلہ کے نتیجہ میں خدا کی لعنت پڑ گئی تو تمام اہل سنت والجماعت احمدیت کی صداقت تسلیم کر لیں گے:۔

اگر ایسا ہے۔ تو اہل سنت والجماعت کے علماء پنجاب و ہند کی سندِ نمائندگی لے کر میدان مباہلہ میں آ جائیے۔ اور اس صورت میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بھی ملاں صاحب سے مباہلہ کر لیں گے لیکن اگر ملاں صاحب کو بیک اور ایک دو کی طرح یقین ہے۔ کہ اس کے مباہلہ کے لیے مورد لعنت ہونے کی صورت میں دُوسرے لوگ کہہ دینگے۔ کہ ہم نہیں جانتے۔ یہ کس باغ کی مولی ہے۔ اس کا ذلیل ہونا یا مر جانا ہم پر حجت نہیں ہو سکتا۔ تو پھر وُہ کس منہ سے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو دعوت مباہلہ دیتا ہے۔ پس اگر حضور سے مباہلہ کرنا ہے تو کسی فرقہ کا واجب الاطاعت امام پیش کریں جیسا کہ حضرت امیرالمومنین جماعت احمدیہ کے واسطے واجب الاطاعت ہیں۔ تا ان کی اقتدا میں ان کے ساتھ ایک کثیر جماعت مباہلہ میں شامل ہو۔ اور فیصلہ کن مباہلہ ہو جائے۔ مگر ان لوگوں میں ایسی ہمت کہاں۔ کہ وُہ مرد میدان بن کر مقابلہ میں آئیں:۔

اسی طرح مباہلہ کا نتیجہ ظاہر ہونے کے لئے روایات میں ایک سال کی مدت آئی ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر نصاریٰ نجران مجھ سے مباہلہ کر لیتے۔ تو ایک سال تک وُہ تباہ ہو جاتے (دیکھو ابن کثیر و ابن جریر و تفسیر کبیر وغیرہ) لیکن ملاں صاحب ایک گھنٹہ مدت بتاتے ہیں۔ ہم ان کی یہ شرط اس ترمیم کے ساتھ منظور کر لیتے ہیں۔ کہ چونکہ ملاں صاحب کے نزدیک قرآن مجید و حدیث کی رُو سے مباہلہ کے نتیجہ کے ظہور کے لئے ایک گھنٹہ کافی ہے اس لئے ان کی طرف سے ایک گھنٹہ ہی مہلت سمجھی جائے گی۔ اور چونکہ ان کی بد دعا کا اثر ہم پر ہونا ہے۔ اس لئے اگر ایک گھنٹہ کے اندر اندر ہم پر کوئی عذاب نہ آیا۔ تو ہم سمجھیں۔ اور ملاں صاحب۔ اور ان کے رفقاء جھوٹے ہوں گے۔ اور ہم چونکہ قرآن مجید و حدیث کی بناء پر ایک سال کی مدت ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس لئے اگر ہماری بد دُعا کا اثر ایک سال کے اندر اندر عذاب کی صورت میں ملاں صاحب۔ اور ان کے رفقاء پر ایسے طریق سے نہ ہوا۔ کہ لوگ کہہ اٹھیں۔ کہ واقعی یہ مباہلہ کا اثر ہے۔ تو ملاں صاحب اور ان کے رفقاء سچے ہوں گے:۔

ملاں صاحب کے دوسرے خط کے جواب میں انہیں ایک خط نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے لکھا گیا تھا۔ جس کا ملاں صاحب نے اپنے اشتہار میں ذکر نہیں کیا۔ اگر وہ خط بھی اشتہار میں درج کر دیتے۔ تو ملاں صاحب کی ساری شیخی کرکری ہو جاتی۔ اس خط میں ملاں صاحب کے آمدہ خطوط پر بحث اور مباہلہ مسنونہ کے لئے ضروری امور بیان کرتے ہوئے اس میں مندرجہ ذیل شرائط لکھی تھیں۔

(۱) کسی مدعی نبوت کے ساتھ یا اس کے خلیفہ کے ساتھ مباہلہ کرنے والے ایسے ممتاز افراد ہونے چاہئیں۔ جو اپنے ساتھیوں میں خاص شان رکھتے ہوں۔ تا ان پر اگر عذاب وارد ہو۔ تو ان کے ماننے والوں پر ان کا اثر ہو

(۲) مباہلہ میں دونوں کی طرف سے کچھ کچھ جماعت ہونی چاہیئے۔

(۳) مباہلہ کے لئے ایک سال تک میعاد ہونی چاہیئے۔

(۴) مباہلہ کرنے سے قبل اظہار عقائد و دلائل ضروری ہے۔ تا فریقین کو مابہ الاختلاف اور ان کے دلائل کا اچھی طرح علم ہو جائے

(۵) مباہلہ میں کسی خاص عذاب کی تعیین نہ کی جائے۔ بلکہ صرف خدا سے ایسی دُعا کی جائے۔ کہ جو فریق جھوٹا ہو۔ اسے ایسی سزا ملے۔ کہ واقعی وہ عذاب قرار پائے۔ اور دنیا سمجھ لے۔ کہ اس مباہلہ کا اثر ہے۔

پس اگر آپ ان شرطوں کی پابندی کریں اور تحریر دیں۔ کہ مجھے یہ شرطیں منظور ہیں۔ تو مباہلہ ہو سکتا ہے لو آپ کی اس تحریر کے بعد تاریخ اور وقت کا تقرر بھی ہو سکتا ہے یاد رہے۔ کہ آپ اگر مباہلہ کے لئے امام جماعت احمدیہ کے بہ نفس نفیس شامل ہونے کی شرط پیش کریں گے۔ تو اپنی طرف سے بھی کوئی ایسا شخص پیش کرنا ہوگا۔ جو کسی جماعت کا امام مانا جاتا ہو۔ اور اگر ایسا نہیں۔ تو پھر ہماری جماعت کی طرف سے جسے ہم پسند کریں۔ وہ مباہلہ کرنے کے لئے آئے گا۔ اس خط کا ملاں صاحب نے اشتہار میں ذکر تک نہیں کیا۔ پس اگر ملاں صاحب کو واقعی احقاق حق اور ابطال باطل منظور ہے۔ تو وہ میدان مباہلہ میں نکلیں۔ اور مباہلہ کے اثر کو وسیع کرنے کے لئے اپنے ساتھ چالیس پچاس آدمی جنقدر مباہلہ میں شامل

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

فتح پور میں تبلیغی جلسے

مرزا محمد حسین صاحب فتح پور ضلع گجرات سے لکھتے ہیں۔ کہ ۹ر جولائی یہاں تبلیغی جلسہ کیا گیا جس میں سید محمد لطیف صاحب انسپکٹر بیت المال نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریر کی۔ اسی طرح ۲۲ر جولائی کو بھی جلسہ کیا گیا۔ اور پھر سید صاحب نے ہی تقریر کی۔ غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب بکثرت شریک ہوتے رہے۔

تحریک جدید کے ماتحت تبلیغی وفد

جنرل سکرٹری صاحب انصار اللہ پونا لکھتے ہیں۔ کہ تحریک جدید کے ماتحت جو تبلیغی وفد میاں غلام محمد صاحب کی سرکردگی میں جنوبی ہند کا دورہ کر رہا ہے۔ وہ ۲۳ر جولائی یہاں پہنچا۔ لوکل جماعت نے اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ اور وفد کے ممبروں نے ایک ہی دن میں ۴۵ معززین کے ساتھ ملاقاتیں کر کے پیغام حق پہونچایا۔ اکثر معززین نے کہا۔ ہمیں اس سے قبل اس رنگ میں کسی نے تبلیغ نہیں کی۔

موضع منگوے میں جلسہ

چندر کے منگوے۔ پوجہ مہاراں وغیرہ جماعتوں کا ایک مشترکہ جلسہ موضع منگوالے ضلع سیالکوٹ میں ۲۷، ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء کو منعقد ہوا۔ مرکز سے مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ مولوی محمد سلیم صاحب اور حافظ محمد رمضان صاحب شامل ہوئے۔ ارد گرد کے دیہات سے لوگ بکثرت آئے۔ ۲۷ کو سید نذیر حسین صاحب آف گھٹیالیاں اور چوہدری عبدالباسط صاحب نے مختلف موضوع پر تقریریں کیں۔ ۲۸ کو مولوی محمد سلیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے موضوع پر تقریر کی۔ جس کے بعد سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ مگر کسی نے کوئی سوال نہ کیا۔ حافظ صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ اسی روز دوسرا اجلاس چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب بی۔ اے ریٹائرڈ ای۔ اے۔ سی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مولوی جلال الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر زبردست تقریر کی۔ خاتمہ پر صاحب صدر نے بھی مختصر سی تقریر فرمائی۔ مغرب کے بعد مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل نے ایک مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر اہل دیہہ کو وعظ کیا۔

بھیرہ میں جلسہ

ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ کریم صاحب بھیرہ سے لکھتے ہیں۔ ۹ اگست یہاں ایک پبلک جلسہ منعقد کیا گیا۔ معززین شہر کو دعوتی چٹھیاں بھیجکر مدعو کیا گیا۔ جہاں شاہ محمد عمر صاحب نے صداقت اسلام پر ایک دلچسپ تقریر کی۔ اس کے بعد گیانی واحد حسین صاحب نے "مسلمانوں کے احسانات سکھوں پر" کے موضوع پر زبردست تقریر کی۔ اگلے روز بھی وید اور قرآن اور سکھ دھرم کے موضوع پر علی الترتیب جہاں شاہ صاحب اور گیانی صاحب نے تقریریں کیں جو بہت پسند کی گئیں۔

سمبلپور (اڑیسہ) میں تبلیغ

سید مشتاق احمد صاحب سونگھڑوی لکھتے ہیں۔ کہ قریشی محمد حنیف صاحب آنریری مبلغ ۵ اگست یہاں آئے۔ اور میری معیت میں معززین کے مکانوں پر جا کر انہیں تبلیغ کی۔ اور ٹریکٹ تقسیم کئے۔ سلسلہ کا کچھ لٹریچر فروخت کیا۔ شہر میں احمدیت کا چرچا شروع ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نیک نتائج پیدا کرے۔

سیالکوٹ میں جلسہ

سیالکوٹ سے ایک نامہ نگار مطلع کرتے ہیں۔ کہ ۱۸ اگست محلہ حاجی پورہ میں ایک تبلیغی جلسہ کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد الدین صاحب صدر تھے۔ مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر دو گھنٹہ تقریر کی۔ جو بہت دلچسپ اور مؤثر تھی۔ اختتام جلسہ پر اعتراضات کے لئے وقت دیا گیا۔ مگر کسی نے کوئی سوال پیش نہ کیا۔

احرار حکومت کے سایہ الطاف میں

جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کی معاندانہ سرگرمیوں کے متعلق ہم تو شروع سے ہی یہ خیال رکھتے ہیں۔ کہ بعض سرکاری حکام کے زیر سایہ پرورش پا رہی ہیں۔ لیکن اب تو یہ بات دوسروں پر بھی بالکل واضح ہو چکی ہے۔ اور وہ کھلم کھلا اس کا اعلان کر رہے ہیں۔ چنانچہ روزنامہ اخبار پرتاپ ۱۴ اگست لکھتا ہے۔

امرتسر کی ایک خبر ہے کہ ۹ اگست کو احرار کا ایک جلسہ مسجد خیر دین کے قریب ہونے والا تھا۔ اس روز ایک پولیس افسر نے مسٹر عزیز ہندی کو بلایا۔ اور انہیں ساتھ لے کر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس گیا۔ مجسٹریٹ نے عزیز ہندی کو حکم دیا۔ کہ وہ احرار کے ہونے والے جلسہ میں گڑبڑ نہ کریں۔

اس خبر پر احرار کے مخالف اخبارات احرار کو حکومت پرستی کا طعنہ دے رہے ہیں۔ زمیندار اس کے متعلق لکھتا ہے۔ "مجلس احرار حکومت کا خود کاشتہ پودا ہے جس کی آبیاری کرنا اور جسے مرمر حوادث سے بچانا حکومت اپنے ذمہ ہمت پر فرض سمجھتی ہے خدا بھلا کرے امرتسر کے افسران پولیس اور مجسٹریٹ کا جنہوں نے مجلس احرار اور حکومت کے نئے قائم شدہ تعلق کا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا"

اس مضمون پر زمیندار نے یہ عنوان لکھا ہے "احرار کے جلسے حکومت کے سایہ الطاف میں"۔ اور اس تعلق کو نیا تعلق کہہ کر احرار کو طعنہ دیا ہے لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ انگریزوں کا یہ سایہ الطاف اور احرار سے یہ تعلق نیا کیونکر ہوا۔ زمیندار کو اچھی طرح معلوم ہے۔ اور ابھی کل کی بات ہے۔ کہ قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس کا جلسہ بڑے دھوم سے اسی سایہ الطاف میں ہوا۔ اور اس پر زمیندار نے سب سے زیادہ بغلیں بجائیں۔ کیا زمیندار اس سے انکار کر سکتا ہے۔

اس کے بعد ساری دنیا کو معلوم ہے۔ کہ اسی سایہ الطاف میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سزا سیشن جج گورداسپور نے تخفیف کی۔ اور اس فیصلہ کو جسقدر اہمیت "زمیندار" نے دی۔ اتنی کسی اور نے نہیں دی یہاں تک کہ وہ فیصلہ چھپوایا گیا۔ اس کی تقسیم کی تائید کی گئی۔ کیا اس وقت "زمیندار" کو یہ سایہ الطاف

مسجد شہید گنج کا انہدام اور حکومت پنجاب کا رویہ

چند اہم سوالات جن کا جواب حکومت کے ذمہ ہے

اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے اپنے مسلم نامہ نگار کے قلم سے تنازعہ مسجد شہید گنج کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کے رویہ پر جو اہم مضمون شائع کیا ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

اب چونکہ لاہور کے اخبارات سے سنسر اٹھا لیا گیا ہے۔ اس لئے میں معاملہ مسجد شہید گنج میں حکومت اور اس کے افسران کے رویہ کے متعلق صوبہ پنجاب کے ذمہ دار مسلمانوں کی رائے حکومت تک بلاخوف لومة لائم پہنچانا چاہتا ہوں۔ اس وقت چند ایک سوال مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہو رہے ہیں جن کا کئی وجوہات سے ابھی تک پبلک میں اظہار نہیں کیا گیا۔ اور ان سوالات کا ایسا جواب جو حکومت اور اس کے افسران کو ان پر عائد شدہ الزام سے سبکدوش کر دے ابھی تک حکومت کی طرف سے نہیں دیا گیا۔ مجھے امید ہے۔ ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر پنجاب ان سوالات پر غور فرمائینگے

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کا اعلان

یہ بات مجھے معلوم ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے ۷ر جولائی ۳۵ء کو مندرجہ ذیل بیان پریس میں اشاعت کیلئے بھیجا تھا۔ جو اگلے روز "سول اینڈ ملٹری گزٹ" اور دیگر اخبارات میں بھی شائع ہوا۔

"گوردوارہ شہید گنج واقع لنڈا بازار کی حدود کے اندر مسجد کا ایک حصہ سکھوں کی طرف سے منہدم کئے جانے کی وجہ سے مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ بہت سے مسلمانوں نے گوردوارہ کے باہر جمع ہو کر مظاہرے کئے۔ گوردوارہ کے لئے خطرہ پیدا ہو جانے کی وجہ سے بیرونی مقامات سے سکھوں کے جتھے آنے شروع ہو گئے ہیں۔ ہر عقلمند انسان سمجھتا ہے۔ کہ اس قسم کی صورت حالات اگر جاری رہی۔ تو یہ یقیناً فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنے اور شہر کے امن کو خطرہ میں ڈالنے پر منتج ہو سکتی ہے۔ میں لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جھوٹی اور بے بنیاد افواہوں کی ہر ممکن تردید کریں۔ تاکہ فرقہ وارانہ مصالحت قائم ہو جائے اب تک مسجد اور گوردوارہ دونوں بالکل محفوظ ہیں۔ اور حکام نے اس بات کا ذمہ لے لیا ہے۔ کہ وہ اس قضیہ کا فیصلہ ہونے تک مسجد اور گوردوارہ کی پوری پوری حفاظت کرینگے۔ لہٰذا مسجد اور گوردوارہ کے متعلق لوگوں کو ہرگز کسی قسم کی گھبراہٹ اور تشویش پیدا نہیں ہونی چاہیئے شورش انگیزی اور غنڈا پن کی ہر حرکت فوری طور پر دبا دی جائے گی۔"

جلی کردہ فقرات خاص طور پر توجہ کے لائق ہیں مجھے علم ہے۔ کہ اس قسم کا یقین جس کا ذکر ان فقرات میں ہے، حکام ضلع نے ایک مسلم وفد کو زبانی بھی دلایا تھا۔ اور اخبارات کا یہ بیان اس زبانی تیقن کی مزید تصدیق کرتا ہے

دفعہ ۱۴۵ کے ماتحت کارروائی کرنے سے باز رکھا

علاوہ ازیں مسلمانوں کا یہ بھی ارادہ تھا کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۵ کے ماتحت کورٹ آف لاء کو حرکت میں لایا جائے۔ تاکہ وہ تنازعہ کا تصفیہ ہونے تک مسجد کو اپنی زیر نگرانی رکھے۔ مگر حکام ضلع کی طرف سے یہ کہہ کر انہیں روک دیا گیا۔ کہ افسران ضلع کی مسجد کے متعلق حفاظتی تدابیر کے پیش نظر اس قسم کا اقدام غیر ضروری ہے

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے بیان کے متعلق سوال

اب سوال یہ ہے۔ کہ آیا یہ تمام باتیں درست ہیں۔ اور اخبارات میں شائع شدہ بیان فی الحقیقت مسٹر ایس پرتاپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے تھا۔ یا لاہور کے اخبارات نے جعلسازی کے طور پر ان کی طرف منسوب کر دیا۔

اگر واقعی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے مسلم وفد کو یقین دلایا گیا تھا۔ کہ "مسجد تصفیہ ہونے تک بالکل محفوظ رہیگی" اور اخبارات کے صفحوں میں بھی یہ بات آچکی تھی۔ تو اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا۔ اور کیا افسران ضلع نے مسجد اور گوردوارہ کی حفاظت کی تمام تدابیر تنازعہ کے تصفیہ تک اختیار کیں"۔ کیا ان لوگوں پر جو مسجد پر قبضہ کئے ہوئے تھے۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت جس کا استعمال اور معاملات میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بار بار کیا کوئی حکم نافذ کیا گیا۔

حکام کا مقصد

مسلمانوں کو اس قسم کا یقین دلانے کے بعد حکام کے ذہن میں ۷ر جولائی کی شب کو اچانک یہ بات آگئی۔ کہ سکھوں کے مسجد کو منہدم کرنیکے خلاف کوئی قانونی روک نہیں۔ دراں حالانکہ سکھ اور مسلمان زعماء کے درمیان ہز ایکسیلنسی گورنر کی معرفت جو افہام و تفہیم ہو رہی تھی۔ وہ بھی اس وقت تک باقاعدہ طور پر ختم نہیں ہوئی تھی حکام کا یہ طرز عمل کسی صورت میں بھی قابل جواز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اور اگر سچ پوچھو تو حکام کا مقصد مسلمانوں کو مسجد کی حفاظت کا یقین دلا کر انہیں مجسٹریٹ سے مسجد کی عارضی نگرانی کا حکم حاصل کرنے سے محروم کرنا تھا۔ اور پھر رنگ بدل کر مسلمانوں سے یہ کہنا تھا کہ افسران سمجھوتہ کی گفت و شنید کے دوران میں سکھوں کو مسجد گرانے سے روکنے کے قانونی طور پر مجاز نہیں۔

ہز ایکسیلنسی سے گزارش

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ہز ایکسیلنسی گورنر نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے اراکین کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مسلمانوں کو کوئی ایسا یقین نہیں دلایا تھا۔ کہ "مسجد کسی حالت میں منہدم نہیں جائیگی" ممکن ہے اس قسم کا کوئی یقین نہ دلایا گیا ہو۔ مگر میں ہز ایکسیلنسی کی توجہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اس اعلان کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ جس میں انہوں نے صریح طور پر لکھا ہے۔ کہ مسجد کو تنازعہ کے تصفیہ تک کوئی نقصان نہیں پہونچایا جائیگا۔

سکھوں سے امتیازی سلوک

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے مذکورۃ الصدر اعلان میں جولائی کے آغاز میں لاہور کی صورت حالات کے متعلق دو باتوں کی طرف اشارہ ہے ایک یہ کہ مسلمان جو سکھوں کی طرف سے مسجد شہید گنج کے ایک گنبد کا کچھ حصہ گرائے جانے کی وجہ سے مشتعل ہو گئے تھے، مسجد شہید گنج کے قریب جمع ہو کر مظاہرے کر رہے تھے دوسرے یہ کہ "گوردوارہ کا خطرہ محسوس کر کے سکھوں کے جتھے بیرونجات سے لاہور میں آنے شروع ہو گئے تھے"۔

یہ دونوں اقدامات (مسلمانوں کے مظاہرے اور سکھوں کے مسلح جتھوں کی لاہور میں آمد) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے الفاظ میں ایسی صورت حالات پیدا کرنے میں ممد ہو سکتے تھے۔ جس سے فرقہ وارانہ جذبات کی تلخی اور شہر کے امن کو خطرہ کا احتمال تھا۔ مسلمانوں کے مظاہرات کو روکنے کے لئے انتظامی مشینری حرکت میں آگئی۔ شہید گنج کے قریب مسلمانوں کو جمع ہونے سے روکنے کے لئے پولیس سرگرم کار ہو گئی۔ لاہور کے متعدد مسلمانوں کو اپنے ہم مذہبوں کو قابو میں رکھنے اور بصورت دیگر ان کو نتائج و عواقب سے متنبہ کرنیکے متعلق حکومت کا حکم نافذ کرنے کے لئے سپاہی قسم طاس ابیض پر رونما ہو گئی۔ مظاہرہ پر مصر لوگوں کو منتشر کرنے کے لئے لاٹھیاں انکے سروں پر برس گئیں۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ سکھوں کے اقدام کو روکنے کے لئے کونسی تدبیر عمل میں لائی گئی۔ سکھ جتھے ہز ایکسیلنسی گورنر کی آمد تک لاہور میں فراہم ہوتے رہے۔ اور انہیں روکنے کے لئے حکومت نے ذرہ بھر بھی جنبش نہ کی۔

اخبارات کی رپورٹوں سے ظاہر ہے۔ کہ قریباً پانچ ہزار اشخاص پر مشتمل جتھے لاہور میں آنے دیئے گئے۔ کیا یہ صرف اس لئے نہ کیا گیا۔ کہ حکومت مسجد کی عارضی طور پر بھی حفاظت نہ کرے۔ کیونکہ یہ بات سکھوں کی مرضی کے خلاف تھی۔ مسلمان اس سوال کے جواب کے منتظر رہے۔ مگر بے سود۔ اور اب بیشتر ان میں سے یہ خیال کر رہے ہیں۔ کہ حکام ضلع کی اس پالیسی نے حکام بالا کے ہاتھوں کو جب عملی اقدام کرنے کا موقعہ آیا روک دیا۔

اپنی ملک کے استعمال کے متعلق پابندیاں

ہم فرض کئے لیتے ہیں۔ کہ سکھ قانونی اعتبار سے مسجد کے مالک تھے مگر مالک کو اپنی ملکیت کے استعمال میں بھی بعض پابندیوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔

مثال کے طور پر فرض کیجئے کہ میں ایک گائے کا مالک ہوں۔ کیا مجھے ہر حالت میں اس کے ساتھ جو سلوک چاہوں کرنے کی اجازت ہوگی۔ کیا میں اسے ایسی جگہ جو میری اپنی ہو ذبح کر سکتا ہوں۔ ہرگز نہیں حکومت ضرور مجھے ایسا کرنے سے روکے گی۔ پنجاب میں متعدد دیہات اور شہر ایسے ہیں۔ جہاں میں گائے کو نہ اپنے گھر میں نہ باہر نہ کسی اور جگہ ذبح کر سکتا ہوں۔ با ایں ہمہ میں اس گائے کا مالک سمجھا جاتا ہوں۔ دیگر متعدد قصبوں اور شہروں میں میں اپنی گائے کو صرف اسی جگہ ذبح کر سکتا ہوں۔ جو اس کام کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ باوجود اس بات کے کہ میں اس جانور کا حقیقی اور بلا شرکت غیرے مالک ہوں۔ اس حق ملکیت پر مجھے دوسروں کے مذہبی جذبات کی حفاظت اور امن عامہ کے مفاد کو ترجیح دینا لازم ہے۔

مسلمان سکھ مذہب کے بانی حضرت باوا گرو نانک اور سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ ہم میں سے بہت سے گرو جی مہاراج کو ایک مسلمان ولی اور صوفی تصور کرتے ہیں۔ لیکن بغرض دلیل فرض کر لو کہ ایک مسلمان گرنتھ صاحب کا ایک نسخہ خرید لیتا ہے۔ اور اس طرح اس کا واحد مالک بن جاتا ہے۔ پھر کیا اسے اس کتاب کے متعلق اپنی ملکیت کے حقوق کے استعمال کی پوری پوری اجازت ہوگی۔ خواہ اس کا استعمال بر سر عام ایسے رنگ میں ہو۔ جس سے عامۃ الناس کے ایک طبقہ کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اس قسم کی اجازت ہرگز نہیں ہوگی۔

بلا شبہ گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ وہ لوگوں کے اپنے مقبوضہ پر حق ملکیت کی حفاظت کرے۔ لیکن ساتھ ہی گورنمنٹ کا یہ فرض بھی ہے۔ اور قانون کا بھی یہی منشا ہے۔ کہ دوسروں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ لگے اور امن عامہ میں خلل نہ واقعہ ہو

صحیح طریق عمل

جب ان دو قسم کے فرائض کا آپس میں تصادم ہو جائے۔ تو اس صورت میں کونسا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ اور کس طرح تنازعہ کا تصفیہ کرنا چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ایسے مواقع پر اصول قانون اور گورنمنٹ کا مصدقہ اور معینہ طرز عمل یہی ہوتا ہے۔ کہ حالت "ماقبل" کو برقرار رکھا جائے۔

تنازعہ مسجد شہید گنج کے معاملے میں جب کہ سکھ مسجد کو گرانے کے لئے اپنے قانونی حق ملکیت کے استعمال پر تلے ہوئے تھے اور ان کا یہ اقدام مسلمانوں کے دلوں میں ناراضگی اور ہیجان پیدا کر چکا تھا اور جس سے ان کے مذہبی جذبات کو سخت ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا۔ گورنمنٹ کے لئے صحیح طریق عمل یہی تھا۔ کہ وہ ہیئت ماقبل کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے احتیاطی اختیارات کا استعمال کرتی۔ نہ یہ کہ سکھوں کو کامل اطمینان کے ساتھ مسجد کو منہدم کرنے کا اختیار دے دیتی۔

سخت بے انصافی

مسلمان سمجھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ نے سکھوں کو مسجد گرانے کی اجازت دے کر مسلمانوں کے احساسات سے سخت بے انصافی کی ہے۔ گورنمنٹ کے ہاتھ میں مسجد کے انہدام کو روکنے کے لئے کافی قانونی استحقاق تھا۔ اور اس کے لئے صحیح راستہ یہی تھا کہ وہ امن عامہ کی حفاظت فوج کی زیر نگرانی مسجد کے انہدام کی اجازت دے کر نہیں۔ بلکہ مسجد کی ہیئت ماقبل کو برقرار رکھنے پر زور دے کر کرتی۔

حکومت اور سکھوں کا فرض

اب گو مسجد کی عمارت کالعدم ہو چکی ہے۔ لیکن وہ جگہ جس پر مسلمان سربسجود ہوتا ہے۔ اور جو صحیح معنوں میں مسجد ہے ابھی تک باقی ہے۔ اب گورنمنٹ اور سکھوں کا فرض ہے کہ وہ سوچیں کہ اس کے متعلق وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر سکھ اس پر اپنے مالکانہ حقوق کے استعمال کے لئے مصر رہے۔ اور حکومت بھی یہی خیال کرتی رہی۔ کہ جہاں ملک میں دوسرے ہر قسم کے مالکانہ حقوق بعض مخصوص حد بندیوں کے تابع ہیں سکھوں کا اس جگہ پر حق مالکانہ باقی تمام حقوق سے بالا و ارفع ہے۔ تو مسلمان بلا شبہ جبراً اس پر قابض نہیں ہو سکتے۔ ایسی حالت میں مسلمان حکومت اور سکھوں پر اس جگہ کے متعلق اپنے مطالبات اور حقوق کا جواز ثابت کرنے کے لئے کونسے ذرائع اختیار کریں گے۔ ان کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر میں اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ اس چند مربع گز قطعہ زمین کے متعلق کے متعلق سمجھوتہ کرنے کے خیال کو گورنمنٹ اور سکھ غیر ضروری مت سمجھیں۔

لکھنؤ میں احراریوں کا نیا اڈا

پنجاب میں ذلیل و رسوا ہو کر اب احراری ٹولی یو۔ پی کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنانا چاہتی ہے۔ کیونکہ اس علاقہ کے لوگ بالعموم اس کے سیاہ کارناموں سے ناواقف ہیں چنانچہ لکھنؤ میں احرار تبلیغ کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اور اس کے متعلق بڑے زور شور سے بذریعہ تحریر و تقریر پروپیگنڈا جاری ہے۔ یہ لوگ عوام میں ہر دلعزیزی حاصل کرنے کیلئے یہاں بھی وہی حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ جو پنجاب میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ یعنی احمدیت کی مخالفت کی آڑ میں اسلامی خدمات کا ڈھونگ رچا کر عامۃ الناس کو اپنے ساتھ ملائیں۔ اور پھر اپنی سیاسی قوت بڑھائیں۔ احراری مبلغین اور لیڈر وقتاً فوقتاً لکھنؤ اور اس کے گرد و نواح میں احمدیت کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقریریں کرتے رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اب پہلے کی نسبت زیادہ زور کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ چنانچہ احراری مبلغین کا ایک وفد صوبہ کے مختلف شہروں اور قصبات کا دورہ کرتا ہوا ۱۵ اگست کو لکھنؤ پہنچا۔ اور احاطہ خانساماں میں جلسہ کر کے ایک امرتسری ملا عبد الغفار صاحب غزنوی نے انتہائی اشتعال انگیز تقریر کی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ پر نہایت ناپاک الزامات لگائے۔ ان الزامات کے ازالہ کے لئے مقامی جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام ۱۷ اور ۱۸ اگست کو نماز مغرب کے بعد احمدیہ دار التبلیغ و دار المطالعہ میں جلسے منعقد کئے گئے۔ جن میں مولوی علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل اور مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے احراریوں کے اعتراضات کے کافی و وافی جوابات دئے۔ حاضرین پر جب احراریوں کی تحریفات اور دھوکہ بازیاں واضح کی گئیں تو وہ حیران رہ گئے۔ اور انہیں سمجھ آگئی کہ یہ لوگ مذہب کے نام پر کس طرح جھوٹ اور فریب دہی سے کام لیتے ہیں۔ دونوں دن تقاریر کے اختتام پر سوالات کی اجازت دی گئی۔ حاضرین میں سے بعض نے سوالات کئے۔ جن کے تسلی بخش جوابات دئے گئے۔ پبلک کا سمجھدار اور سنجیدہ طبقہ احراریوں کی کذب بیانیوں سے آگاہ ہو کر ان سے متنفر ہو رہا ہے۔ اور سلسلہ کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنے کے لئے دار التبلیغ و دار المطالعہ میں آکر سلسلہ کے لٹریچر اور اخبارات کا مطالعہ کرتا ہے۔ بعض اصحاب مختلف موضوعوں پر گفتگو بھی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو حق کی قبولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (نامہ نگار)

دفتر کے لئے بعض پرچوں کی ضرورت ہے

دفتر میں الفضل نمبر ۱۹۴ جلد ۲۲ بالکل ختم ہے۔ اسی طرح نمبر ۱۵۸ جلد ۲۲ بھی ختم ہے۔ یہ دونو پرچے ضروری ہیں۔ سلسلہ کے بعض کاموں میں ان کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اس لئے جو دوست فائل نہ رکھتے ہوں۔ اور یہ پرچے ان کے پاس فالتو ہوں۔ وہ مہربانی فرما کر دفتر الفضل کو بھجوا دیں۔ بیرنگ بھیجے ہوئے پرچے بھی وصول کر لئے جائیں گے۔ مینیجر

نوٹس

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ مورخہ ۸/۸/۳۵ کو ۴ ڈاؤن فرنٹیر میل کے ایک زنانہ انٹر کلاس کمرہ سے ٹرنک مقفل معمولہ ٹکڑہ ہائے نعش جو غالباً کسی ہندو عورت کی تھی۔ برآمد ہوئی تھی۔ اس نعش کے متعلق تفتیش جاری ہے۔ اور اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل صاحب بہادر ریلوے پولیس پنجاب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہ نہایت مشکور ہونگے۔ اگر وہ مستورات جنہوں نے ٹرین مذکور پر زنانہ کمرہ میں سفر کیا تھا۔ بذریعہ ڈاک دفتر ریلوے پولیس پنجاب لاہور میں اس امر کی اطلاع دیویں۔ یقیناً ان کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

پیرس ۲۰ اگست۔ نمائندہ اٹلی بیرن الوئیسی نے اخبارات کو اٹلی کے مقاصد کے متعلق بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ اٹلی فرانس اور برطانیہ سے مل کر مصالحت کی راہ نکالنے کا عزم کئے ہوئے ہے۔ اٹلی کو یورپی ممالک میں اپنا فرض ادا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی نوآبادیات میں مامون محفوظ رہے۔ افریقہ میں عساکر بھیجنے کا مقصد ابی سینیا کی طرف سے حملے کے خلاف اپنی حفاظت کرنا ہے۔ اور یہ حفاظت ابی سینیا کو غیر مسلح کر کے حاصل کی جائے گی۔

برلن ۲۰ اگست۔ برلن کے مغربی حصہ میں شہر کی بہت بڑی ریڈیو نمائش کو آگ لگ گئی۔ آگ ۸½ بجے شام ہال سے شروع ہوئی جس کے نتیجہ میں تین بڑی عمارتیں خاکستر ہو گئیں۔ آخری اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ۱۲ اشخاص ہلاک ہو گئے۔ دو جاں بلب ہیں۔ اور بیس زخمی۔

عدیس آبابا ۲۰ اگست۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گذشتہ گفت و شنید میں حکومت حبشہ نے بالائی اریٹریا اور اطالوی سمالی لینڈ کی سرحد پر واقعہ ابی سینیا کا علاقہ اور عظیم اقتصادی مراعات دینے کی پیشکش کی تھی۔ پیرس کانفرنس کے ناکام ہونے پر حکومت حبشہ کی آخری امیدیں لیگ کونسل کے اجلاس چہار ستمبر سے وابستہ ہیں۔

لنڈن ۲۰ اگست۔ مسٹر ڈی ولیرا آئرلینڈ فری سٹیٹ کے قائد اعظم نے لیگ کونسل کے ستمبر کے اجلاس میں جنیوا جانے کا عزم کیا ہے۔ آپ تنازعہ ابی سینیا کے سلسلہ میں اپنی گورنمنٹ کا نقطۂ نظر پیش کریں گے اور لیگ کی امن اور ابی سینیا کی آزادی کو برقرار رکھنے کی مساعی میں بکمال مدد و معاون ہونگے۔

کلکتہ ۲۰ اگست۔ بنگال لیجسلیٹو کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے کہا۔ کہ ۱۹۳۵ء سے لیکر ۱۹۳۵ء تک بنگال میں نظر بندوں پر ۲۹۱۷۷۵۰ روپے خرچ ہوا ہے۔ جس میں جیلوں اور پولیس کا خرچ شامل نہیں۔

الہ آباد ۲۰ اگست۔ پنڈت جواہرلال نہرو کے متعلق ان کی قومی خدمات کے پیش نظر تحریک کی جا رہی ہے۔ کہ لکھنؤ کانگریس کا صدر انہیں منتخب کیا جائے۔ ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔ کہ صدر بننے کے لئے وہ رضامند ہیں یا نہیں۔

لاہور ۲۰ اگست۔ مسٹر گابا نے اسمبلی کے اجلاس میں فساداتِ شہید گنج کے متعلق تحریک التوا پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ مسجد شہید گنج کے انہدام کے متعلق قانونی حقوق کے استعمال کے بہانہ سے فوج پولیس اور لاہور کے حکام کو جو مراعات بہم پہنچائی گئیں۔ ان پر بحث کرنے کے لئے اجلاس کو ملتوی کیا جائے۔

بمبئی ۲۰ اگست۔ اطالوی گورنمنٹ نے اطالوی سمالی لینڈ میں ہندوستانی مزدوروں کو بھرتی کرنے کا انتظام کیا تھا۔ اس کے متعلق برطانوی حکام کے سامنے شرائط کا مسودہ پیش کیا گیا۔ جس کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ تنازعہ ابی سینیا کی موجودہ کیفیات کے پیش نظر اسے نامنظور کر دیا گیا ہے۔ اور اطالوی سمالی لینڈ میں کسی ہندوستانی مزدور کی خدمات اطالوی گورنمنٹ کے سپرد نہیں کی جائیں گی۔

نتھیا گلی ۲۰ اگست۔ سرحد گورنمنٹ نے ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ پچھلے دنوں قبائلی لوگوں نے گند اب روڈ کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اس قسم کے واقعات کے اعادہ کے انسداد کے لئے کرایا اور ملینا کے درمیان ان کے گروہ کی نقل و حرکت بند کر دی گئی ہے۔ رائل ایرفورس کے طیارے اس علاقہ کی نگرانی کر رہے ہیں۔

بمبئی ۲۰ اگست۔ چاندی مارکیٹ میں سخت گھبراہٹ اور سراسیمگی پیدا ہو رہی ہے۔ کیونکہ سیٹلمنٹ کا دن قریب آ رہا ہے اور چاندی کی قیمتیں گر جانے کے باعث گرانقدر رقوم کے خطرہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ مارکیٹ میں چاندی کا بھاری ذخیرہ ہونے کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ چاندی کا بھاؤ ابھی اور گرے گا۔

احمد آباد ۲۰ اگست۔ موضع چندی سار ضلع احمد آباد سے ہندوؤں اور ہریجنوں کی باہمی مناقشت اور کشیدگی کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہندو ہریجنوں کو ناکافی اجرت دیتے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان کا کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ہندوؤں نے ہریجنوں کے مکانوں کے چھجوں کو قابل اعتراض ٹھہراتے ہوئے انہیں گرا دیا۔ اور دیگر ذرائع سے بھی انہیں نقصان پہنچایا۔

بمبئی ۲۰ اگست۔ افغان قونصل مقیم بمبئی سے دریافت کیا گیا کہ آیا اس خبر میں کہ سابق شاہ امان اللہ خاں روم سے چلے گئے ہیں۔ کوئی صداقت ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ اگرچہ میں بوثوق جانتا ہوں۔ کہ وہ آجکل روم میں ہی ہیں۔ لیکن اہل افغانستان کے نزدیک ان کی نقل و حرکت کی کوئی اہمیت نہیں۔ افغانستان میں اب آئینی حکومت ہے۔ جسے عوام کے منتخب نمائندے چلا رہے ہیں۔

کڈلور ۲۰ اگست۔ مسٹر سری نواس شاستری نے بار ایسوسی ایشن کڈلور میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ نئی اصلاحات کے ماتحت ملک کی خدمت کرنے کے لئے کانگریسیوں کو عہدے اور ذمہ داری کی پوزیشنیں قبول کر لینی چاہئیں۔

نیویارک ۱۹ اگست۔ ٹرکی کے سابق سلطان عبدالحمید دوم کے بڑے لڑکے شہزادہ سلیم آفندی کا اکلوتا لڑکا شہزادہ عبدالکریم آفندی ہوٹل کے ایک کمرہ میں مرا ہوا پایا گیا۔ اور وہ ریوالور جس سے اس نے خودکشی کی۔ اس کے نزدیک پڑا ہوا تھا۔ نیویارک کے پولیس کمشنر کے نام ایک خط میں جو ٹرکی زبان میں تھا یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ وہ بیمار تھا۔ اور کسی مالدار عورت سے جو اسے اس کے خاندان کا کھویا ہوا تخت واپس دلانے میں امداد کر سکتی شادی کرنے سے قاصر رہا ہے۔

کلکتہ ۲۰ اگست۔ امرت بازار پتر کا کا نامہ نگار مقیم لنڈن رقمطراز ہے۔ کہ انگلستان کے سرکاری حلقوں میں باہم کوششیں ہو رہی ہیں۔ کہ لارڈ سنہا دارالامراء میں نہ آنے پائیں۔ لارڈ سنہا کے مرنے کے بعد ان کا بڑا بیٹا ان کی جگہ لارڈ کا خطاب پانے کی وجہ سے دارالامراء میں نشست حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں اب سنا جاتا ہے۔ کہ انہیں لارڈ کا خطاب ہی نہ دیا جائے۔

لاہور ۲۰ اگست۔ آج اخبار "سیاست" کے دفتر میں مجسٹریٹ درجہ اول کے دستخط سے جاری شدہ وارنٹ کی بناء پر پولیس نے چھاپا مارا۔ پولیس کو ایک پوسٹر بعنوان "شہید گنج اور مسلمانوں کا فرض" کی تلاش مقصود تھی۔

امرتسر ۲۰ اگست۔ اطلاع موصول ہوتی ہے۔ کہ پرسوں رات مجلس احرار کے جلسہ میں سرسری مزاحمت کرتے ہوئے تین نیلی پوشوں کو پولیس نے ڈپٹی پرمتعین مجسٹریٹوں کے سامنے پیش کیا۔ جنہوں نے ان کو کچھ عرصہ اپنے پاس بٹھا کر تنبیہ کر کے چھوڑ دیا۔

لاہور ۲۰ اگست۔ مجمع خلاف قانون کا ممبر ہونے کے الزام میں آج مجسٹریٹ درجہ اول نے سنٹرل جیل میں ۱۲۳ نیلی پوشوں کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۴۵ تعزیرات ہند کی سماعت کی۔ ابتداء میں عدالت کو بتلایا گیا۔ کہ دو ملزموں نے جو جیل میں بیمار پڑے ہیں۔ کہلا بھیجا ہے۔ کہ ان کی غیر حاضری میں مقدمہ کی سماعت نہ ہو چند ملزموں نے شکایت کی۔ کہ جیل میں انہیں گندی خوراک مہیا کی جاتی ہے روٹیوں میں ریت ہوتی ہے اور حکام جیل انہیں نماز ادا کرنے نہیں دیتے عدالت نے سماعت ۳۰ اگست پر ملتوی کر دی۔

بریلی ۱۹ اگست۔ سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے جیت پور اور شریف پور میں جو تھانہ گیلانی کی حدود میں واقعہ ہیں۔ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا ہے۔ یہ حکم اس لئے نافذ کیا گیا ہے۔ کہ جنم اشٹمی کے موقعہ پر فرقہ وارانہ کشیدگی اور امن شکنی کا اندیشہ ہے۔ باہر کے آدمیوں کا

وحید الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی